بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف   مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 19 شمارہ نمبر 08 ماہ ظہور 1393 ہجری شمسی بمطابق اگست 2014ء

قرآن کریم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا

(الاحزاب:57)

ترجمہ: اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی (یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں پس) اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش وخروش سے) ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔ (از تفسیر صغیر)

حدیث مبارکہ

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

’’جو مسلمان مجھ پر دُرود بھیجتا ہے تو جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لئے درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اب وہ شخص چاہے تو اس میں کمی کرے یا چاہے تو اس میں اضافہ کرے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باب الصلوۃ علی النبیؐ)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’دنیا میں کروڑ ہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا صرف ہم ان نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشمِ خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گزشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا کیونکہ صرف قصوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں کیونکہ اب ان کا نام ونشان نہیں بلکہ ان گزشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقیناً سمجھ نہیں سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آ گئے اب ہم نہ قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے۔

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سَرا   کرے ہے روح قدس جس کے دَر کی دَربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں   کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 301 تا 302)

حدیث وتشریح

چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کے حق کو پہچانو

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عمرعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡ صَغِیۡرَنَا وَلَمۡ یَعۡرِفۡ حَقَّ کَبِیۡرِنَا فَلَیۡسَ مِنَّا (ابوداؤد)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جو شخص ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہم میں سے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا۔ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

تشریح: اس حدیث میں باہمی تعلقات کا ایک لطیف گر بیان کیا گیا ہے۔ دنیا میں اکثر فسادات اور جھگڑے اس لئے ہوتے ہیں کہ بڑے لوگ چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور رحم کا سلوک نہیں کرتے اور چھوٹے لوگ بڑوں کے واجبی احترام سے غافل رہتے ہیں اور اس طرح ایک ناگوار طبقاتی کشمکش کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اسلام نے ایک طرف تو سرکاری عہدوں اور دولت پیدا کرنے کے ذرائع کے حصول میں سب کے واسطے برابر کے حقوق تسلیم کئے اور دوسری طرف سوسائٹی کے مختلف طبقات میں ایک طرف سے شفقت ورحمت اور دوسرے طرف سے ادب واحترام کا مضبوط پل باندھ کر سب کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ جن لوگوں کو زندگی کی جدوجہد میں دوسروں سے آگے نکلنے کا موقعہ میسر آجاتا ہے ان کے لئے حکم ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ جب تک وہ پیچھے ہیں شفقت ورحم کا سلوک کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ آگے نکل جانے والوں کے ساتھ جب تک کہ وہ آگے ہیں واجبی ادب واحترام سے پیش آئیں۔ اس زریں ہدایت کے ذریعہ ہمارے آقا ﷺ نے سوسائٹی کے مختلف طبقات کے درمیان ناواجب کشمکش کی جڑھ کاٹ کر رکھ دی ہے مگر افسوس ہے کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے کوئی طاقت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ تکبر میں مبتلا ہو کر اپنے سے نیچے کے لوگوں کو کچل دینے کا متمنی ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص زندگی کی دوڑ میں کسی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہے تو وہ حسد میں جل کر آگے نکل جانے والوں کو نیچے گرانے اور تباہ کرنے کے درپے ہوجاتا ہے یہ دونوں قسم کے لوگ اسلام کی منصفانہ تعلیم سے کوسوں دور ہیں۔

اسلام یقیناً طبقات پیدا نہیں کرتا مگر جو وقتی امتیاز افراد کے دماغی قویٰ یا ذاتی جدوجہد کے فرق کی وجہ سے خود بخود طبعی رنگ میں پیدا ہوجاتا ہے وہ جب تک اسی قسم کے طبعی طریق پر دور نہ ہو اسلام اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے حقائق کو نظرانداز بھی نہیں کرتا۔ بلکہ اسے اپنے نوٹس میں لاکر اس کے ناگوار نتائج کو روکنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا یہ مبارک ارشاد انہیں تدابیر کا حصہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام اس بات پر بھی زور دیتا چلا جاتا ہے کہ اس قسم کے امتیازات محض عارضی ہوا کرتے ہیں اور آج جو طبقہ نیچے ہے کل کو ترقی کر کے اوپر آسکتا ہے چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے لَایَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ ''یعنی سوسائٹی کے کسی طبقہ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے طبقہ کو ادنیٰ خیال کر کے اسے تحقیر کی نظر سے دیکھے کیونکہ جو طبقہ نیچے ہے کل کو وہی طبقہ اوپر آکر تحقیر کرنے والوں سے بہتر بن سکتا ہے''۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس حدیث میں جو صغیر اور کبیر کا لفظ آتا ہے اس سے عربی محاورہ کے مطابق ہر قسم کے چھوٹے بڑے مراد ہیں۔ خواہ یہ فرق اثر ورسوخ کے لحاظ سے ہو یا افسری ماتحتی کے لحاظ سے ہو یا دولت کے لحاظ سے یا رشتہ کے لحاظ سے ہو یا عمر کے لحاظ سے ہو۔ بہرحال جس جہت سے بھی فرق ہوگا ہر بڑے کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے چھوٹے کے ساتھ شفقت ومحبت کا سلوک کرے۔ اور ہر چھوٹے کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے سے بڑے کے ساتھ واجبی ادب واحترام سے پیش آئے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا اس کے متعلق ہمارے آقا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ لیس منا ''وہ ہم میں سے نہیں''۔

(چالیس جواہر پارے صفحہ:48تا49)

مشعلِ راہ

دعائیں ہمیں کس طرح کرنی چاھئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''پس ہر احمدی کو آجکل دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ عالم اسلام اپنی ہی غلطیوں کی وجہ سے انتہائی خوفناک حالت سے دوچار ہے۔ اگر ہمارے اندر آنحضرت ﷺ سے سچا عشق اور محبت ہے تو ہمیں امت کے لئے بھی بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جو ہم پہلے بھی کررہے ہیں۔ لیکن آج میں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ دعائیں ہمیں کس طرح کرنی چاہئیں۔ یہ دعا کرنے کے طریق اور اسلوب ہمیں آنحضرت ﷺ نے ہی سکھائے ہیں جن سے ہماری بھی اصلاح ہوتی ہے اور دعا کی قبولیت کے نظارے بھی ہم دیکھ سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تُو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔ (ترمذی کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ)

یہ ایک حقیقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ہمیں واضح فرمایا ہے۔ جو آیت میں نے ابھی پڑھی ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:57) کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں جن کے کرنے کا حکم ہے اور ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ٹھہرو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن جاؤ گے، جہنم سے بچائے جاؤ گے، جنت میں داخل ہو گے۔ یہاں یہ حکم ہے کہ یہ اتنا بڑا اور عظیم کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو بھی اس کام پر لگایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہے اس لئے یہ ایسا عمل ہے جس کو کرکے تم اس عمل کی پیروی کررہے ہو یا اس کام کی پیروی کررہے ہو جو خدا تعالیٰ کا فعل ہے تو جب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر عمل کرنے سے اتنے بڑے اجروں سے نوازتا ہے تو اس کام کے کرنے سے جو خود خدا تعالیٰ کرتا ہے کس قدر نوازے گا۔ اور یقیناً خالص ہوکر بھیجا گیا درود امت کی اصلاح کا باعث بھی بنے گا۔ امت کو رسوائی سے بچانے کا باعث بھی بنے گا۔ ہماری اصلاح کا باعث بھی بنے گا۔ اور ہماری دعاؤں کی قبولیت کا بھی ذریعہ بنے گا۔ ہمیں دجال کے فتنوں سے بچانے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

احادیث میں دورد کے فوائد مختلف روایات میں ملتے ہیں ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو ان میں سے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا۔

پھر فرمایا: جو شخص دلی خلوص سے ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ معاف کرے گا۔

اب دیکھیں دلی خلوص شرط ہے۔ بہت سے لوگ دعائیں کرنے یا کروانے والے یہ لکھتے ہیں کہ ہم دعائیں بھی بہت کررہے ہیں آپ بھی دعا کریں اور درود بھی پڑھتے ہیں لیکن لمبا عرصہ ہوگیا ہے ہماری دعائیں قبول نہیں ہورہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ درود کس طرح بھیجو۔ فرمایا کہ صَادِقٌ مِّنۡ نَفۡسِہٖ اس طرح بھیجو کہ خالص ہوجاؤ۔ درود بھیجتے ہوئے ہر کوئی اپنے نفس کو ٹٹولے، اپنے دل کو ٹٹولے کہ اس میں دنیا کی کتنی ملونیاں ہیں اور کتنا خالص ہوکر درود بھیجنے کی طرف توجہ ہے۔ کتنا خالص ہوکر درود بھیجا جارہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''درود جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن واحسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مداراج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا''

پس یہ ہیں درود بھیجنے کے طریقے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''(اے لوگو!) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن ومنان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ اے اللہ! اس اُمی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا ہے۔ جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا تھا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کیا تھا۔ (اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 5،6)

اس طرح خالص ہوکر درود بھیجیں گے جس سے ایک جماعتی رنگ بھی پیدا ہوجائے تو وہ ایسا درود ہے جو پھر اپنے اثرات بھی دکھاتا ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 17 مارچ تا 23 مارچ 2006 صفحہ 6)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد شرعی نبی کا ظہور

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’حضرت موسیٰ علیہ السلام جب خدا تعالیٰ کے حکم سے طور پر گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ’’خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا‘‘۔(استثناء باب 18 آیت 15)

پھر لکھا ہے ’’میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اُس سے لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے‘‘۔(استثناء باب 18 آیت 18 تا 20)

اِن آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک نئے صاحبِ شریعت نبی کی پیشگوئی کی گئی تھی جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ صاحبِ شریعت ہونے کی پیشگوئی ان الفاظ سے نکلتی ہے کہ وہ موسیٰ کی مانند ہوگا اور موسیٰ صاحبِ شریعت نبی تھے۔ دوسری خبر اس پیشگوئی میں یہ دی گئی ہے کہ سب باتیں جو اُسے کہی جائیں گی وہ لوگوں سے بیان کردے گا۔ یہ علامت بھی بتاتی ہے وہ صاحبِ شریعت ہوگا کیونکہ صاحبِ شریعت نبی قوم کی بنیاد رکھنے والے ہوتا ہے محض ایک مصلح نہیں ہوتا۔ اس لئے اُسے حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ساری تعلیم لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ کیونکہ شریعت کے بغیر قوم کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ مگر جو غیر تشریعی نبی ہوتا ہے وہ چونکہ صرف پہلی کتاب کا شارح ہوتا ہے اُس کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ساری وحی لوگوں کو سنائے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض باتیں اُس کے ذاتی علم کے طور پر اُسے کہی گئی ہوں، لیکن ضروری نہ ہو کہ وہ اپنی قوم سے اُن کا ذکر کرے۔ یہ بھی اِن آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ اس پیشگوئی کا موعود نبی اپنی تعلیم کو خدا تعالیٰ کا نام لے کر دنیا کے سامنے پیش کرے گا اور جو لوگ اُس کی تعلیم کو نہ سنیں گے اُن کو سزا دی جائے گی اور وہ خدا کے عذاب کے نیچے آ ئیں گے۔ یہ بھی اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس پیشگوئی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس پیشگوئی کا مستحق ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے گا تو ایسا شخص قتل کردیا جائے گا۔ اب پیشگوئی کے اِن تمام اجزاء کو سامنے رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اِس پیشگوئی کو پورا کرنے والا نبی دنیا میں کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ درمیانی انبیاء کا تو ذکر جانے دو، اُن کی تو نہ اُمت موجود ہے نہ کوئی قوم پائی جاتی ہے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جن کے ماننے والے دنیا میں پائے جاتے ہیں اور جو انہیں آخری مصلح قرار دے کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مگر اس پیشگوئی کو سامنے رکھ کر دیکھو کیا اس پیشگوئی کی شرائط حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پوری اُترتی ہیں؟

اوّل: اس پیشگوئی سے پتہ لگتا ہے کہ وہ صاحبِ شریعت نبی ہوگا۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کوئی کتاب شریعت لائے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے تو یہ کہا ہے کہ ’’یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے آیا۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو‘‘۔(متی باب 5 آیت 18-17) پھر اُن کے حواریوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ’’شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں۔ مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا‘‘۔(گلتیوں باب 3 آیت 12,13)

گویا مسیح خود کسی شریعت کے لانے کے مدعی نہیں اور اُن کے حواری شریعت کو ہی لعنت قرار دیتے ہیں۔ پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح اور اُن کی قوم اس پیشگوئی کی مستحق ہو؟

(۲) اس پیشگوئی میں یہ کہا گیا تھا کہ وہ آنے والا نبی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا، لیکن مسیح تو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے نہیں تھا بلکہ خود بنی اسرائیل میں سے تھا۔ بعض عیسائی صاحبان ایسے موقعہ پر کہہ دیا کرتے ہیں کہ چونکہ اس کا کوئی باپ نہیں تھا اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے کہلا سکتا ہے۔ لیکن یہ دلیل ہرگز معقول نہیں۔ کیونکہ بائبل کے الفاظ بتاتے ہیں کہ وہ بھائی بہت سے ہوں گے اور اُن بہت سے بھائیوں کی نسل میں اُس موعود نے ظاہر ہونا تھا۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کی قسم کے لوگ بھی بہت سے ہیں اگر نہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام پر یہ پیشگوئی کیونکر چسپاں ہوسکتی ہے؟

علاوہ ازیں بائبل میں تو مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ وہ داؤدؑ کی نسل میں سے ہوگا (زبور باب 132 آیت 11، یرمیاہ باب 23 آیت 5) اگر بن باپ ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح کو بنی اسرائیل میں سے خارج کردیا جائے تو پھر وہ داؤدؑ کی نسل میں بھی نہیں رہ سکتے اور اس پیشگوئی سے اُنہیں جواب مل جاتا ہے۔

(۳) اس پیشگوئی میں لکھا ہے کہ میں اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا۔ لیکن انجیل میں تو خدا کا کلام ہمیں کہیں نظر ہی نہیں آتا یا تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح ہیں یا اُن کے بعض لیکچر اور یا پھر حواریوں کی باتیں۔

(۴) اس پیشگوئی میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ موعود ایک نبی ہوگا۔ مگر مسیح کے متعلق تو مسیحی قوم یہ کہتی ہے کہ وہ خدا کا بیٹا تھا نبی نہیں تھا۔ پس جب مسیح نبی ہی نہ تھے تو وہ اس پیشگوئی کے پورا کرنے والے کس طرح ہو سکتے ہیں؟

(۵) اس پیشگوئی میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ خدا کا نام لے کر اپنا الہام لوگوں کو سنائے گا مگر اناجیل میں تو کوئی ایک فقرہ بھی ہمیں نہیں ملتا جس میں مسیح نے یہ کہا ہو کہ خدا نے مجھے یہ بات لوگوں کو پہنچانے کا حکم دیا ہے۔

(۶) اس پیشگوئی میں یہ ذکر ہے ’’جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا اور ساری سچائی کی راہیں اُس کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوں گی‘‘۔ لیکن مسیح خود کہتا ہے کہ وہ سچائیاں دنیا کو نہیں بتاتے۔ وہ کہتے ہیں ’’میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے گا تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی، لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی‘‘۔(یوحنا باب 16 آیت 12,13)

اِن حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام پر یہ پیشگوئی تو پوری نہیں ہوئی اور جب حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تھی تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے بعد آنے والے ایک نبی کی پیشگوئی عہدنامہ قدیم اور عہدنامہ جدید میں موجود تھی جو ساری سچائیوں کو ظاہر کرے گا اور دنیا میں خدا تعالیٰ کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم کرے گا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم اس پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے۔ چنانچہ

(۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی وہ شخص تھے جو بنو اسمٰعیل میں پیدا ہوئے جو بنو اسحاق کے بھائی تھے۔

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ شخص تھے جنہوں نے موسیٰ کے مانند ہونے کا دعویٰ کیا چنانچہ قرآن میں آتا ہے۔ اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا (المزمل: 16) ہم نے تمہاری طرف تم میں سے ایک رسول بھیجا جس طرح فرعون کی طرف ہم نے رسول بھیجا تھا۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موسیٰ کی طرح نبی ہیں۔

(۳) اس پیشگوئی میں یہ کہا گیا تھا کہ وہ آنے والا موعود نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا نہ کہ کوئی اور دعویٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا مگر اس کے برخلاف کہا جاتا ہے کہ مسیح نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ چنانچہ انجیل مرقس میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے حواریوں سے پوچھا کہ ’’لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں کون ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعضے الیاس اور بعضے نبیوں میں سے ایک۔ پھر اُس نے اُنہیں کہا کہ تم کیا کہتے ہو کہ میں کون ہوں۔ پطرس نے جواب میں اُس سے کہا کہ تو مسیح ہے تب اُس نے انہیں تاکید کی کہ میری بابت سے یہ مت کہو‘‘۔(مرقس باب 8 آیت 27 تا 30)

اِس آیت میں مسیح نے اپنے متعلق یوحنا یا الیاس یا نبیوں میں سے کوئی نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ لیکن موسیٰ کی پیشگوئی بتاتی ہے کہ وہ جو موسیٰ کے نقشِ قدم پر آنے والا ہے نبی ہوگا۔ پس یقیناً یہ پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتی ہے نہ کہ مسیح پر؟

(۴) اس پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ میں اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا۔ لیکن ساری انجیلوں میں

Vol. 19 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 07
Ahmadiyya Muslim Jamaat, National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

ہمیں خدا کا کلام کہیں نظر نہیں آتا۔ اِس کے برخلاف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو پیش کیا۔ جو شروع سے لے کر آخر تک خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا نام بھی قرآن کریم میں کلام اللہ رکھا گیا ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت۔76)

(۵) اِس پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ مسیح نے خود اقرار کیا ہے جو کچھ اُسے کہا گیا تھا وہ سب کا سب لوگوں کو نہیں سناتا تھا لیکن اُس نے یہ پیشگوئی ضرور کی تھی کہ میرے بعد ایک ایسا شخص آئے گا جو سب سچائی کی راہیں لوگوں کو بتائے گا۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا سارا کلام لوگوں کو پہنچاتے ہیں اور کوئی بات جس کی دین کے لئے ضرورت ہے انہوں نے چھوڑی نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (المائدہ: 68) اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے متعلق یہ پیشگوئی ہے کہ جب تو دنیا میں آئے گا تو ساری سچائیاں دنیا کو سنائے گا۔ اس لئے دنیا خواہ برا منائے یا اچھا تو کسی کی پرواہ نہ کر اور جو وحی تجھے کی جاتی ہے وہ ساری کی ساری لوگوں کو سنا دے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے متعلق فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:4) میں نے آج اِس کلام کے ذریعہ سے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور ہدایت کی نعمت تمہارے لئے کمال تک پہنچا دی ہے اور امن اور سلامی کو تمہارا مذہب قرار دے دیا ہے۔ پس محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جن کو ساری سچائیاں بتائی گئیں اور جنہوں نے دنیا کو ساری سچائیاں بتا دی اور کوئی ایک سچائی بھی نہیں چھپائی۔ کیونکہ مسیح کے زمانہ میں لوگ ابھی تک ساری سچائیوں کو سننے اور قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے تھے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت انسان روحانی ارتقاء کی سب منزلوں کو طے کر چکا تھا اور وقت آگیا تھا کہ ساری سچائیاں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کا رسول وہ ساری سچائیاں لوگوں کو سنا دے۔

(۶) اِس پیشگوئی میں یہ بتایا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کا کلام جو اُس پر نازل ہوگا وہ خدا کا نام لے کر دنیا کو سنائے گا۔ یہ بات بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہی پوری ہوئی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے نبی ہیں جن کی الہامی کتاب کا ہر باب اِس آیت سے شروع ہوتا ہے ”میں اللہ کا نام لے کر یہ باتیں تمہیں سناتا ہوں“۔ پس یہ علامت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ روحانی ارتقاء کی وہ آخری کڑی جس کی موسیٰؑ نے خبر دی تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات تھی۔

(۷) کہا گیا تھا کہ ”وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے“۔

اِس آیت میں موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کو یہ بتایا گیا تھا کہ جس نبی کی اِس آیت میں خبر دی گئی ہے چونکہ اُس کے لئے انسان کی روحانی ترقی کی آخری کڑی ہونا مقدر ہے اور اگر کوئی جھوٹا شخص اس عہدے کو اپنی طرف فریب سے منسوب کرے تو اس سے بڑے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص بھی جھوٹے طور پر اس پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرے گا وہ قتل کیا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ جب آپ نے دعویٰ کیا آپ اکیلے تھے۔ آپ نہایت ہی کمزور تھے۔ دشمن بڑے جتھے والا اور بڑا طاقتور تھا مگر باوجود اِس کے کہ دشمنوں نے اپنا سارا زور لگایا وہ آپ کو قتل نہیں کر سکے۔ باوجود اس کے کہ اُس وقت کی زبردست حکومتیں آپ کے مقابلہ پر آئیں سب پاش پاش ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامیاب اور بامراد انسان کی حیثیت میں فوت ہوئے۔ آپ کی ساری قوم آپ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان لے آئی اور آپ کی وفات کے چند سال بعد ہی آپ کے خلفاء کے ذریعہ سے ساری دنیا میں اسلام پھیل گیا۔ اگر موسیٰ خدا کا راستباز نبی تھا اور اگر استثناء کی یہ پیشگوئی واقعہ میں خدا کی طرف سے تھی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کے مدعی تھے کیا اِس طرح کامیاب و کامران ہو سکتے تھے جیسا کہ وہ ہوئے؟ اور کیا آپ کے دشمن آپ کو قتل کرنے میں اس طرح ناکام ہو سکتے تھے جیسا کہ ہوئے۔ یہی نہیں کہ اتفاقی طور پر آپ دشمن کے حملوں سے بچ گئے ہوں بلکہ موسیٰ کی اس پیشگوئی کے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن کریم نے بڑے زور شور سے عربوں کے سامنے یہ اعلان کر دیا تھا کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: ۶۸) یعنی اللہ تعالیٰ یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے حملوں سے بچائے گا اور آپ کی جان کی حفاظت کرے گا۔ اسی طرح آپ کے مخالفوں کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن کریم نے یہ فرما دیا تھا کہ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَ مِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا (الجن: 27-28) خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے برگزیدہ رسولوں کے۔ پھر جب وہ کسی کو اپنا رسول بنا کر بھیجتا ہے تو وہ اُس کے آگے اور پیچھے اس کی حفاظت کے سامان کرتا رہتا ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اُس نے ایک خاص کام کے لئے بھیجا ہے تو وہ انہیں بغیر حفاظت کے نہیں چھوڑے گا اور دشمن کو آپ کے مارنے پر قادر نہیں کرے گا۔

اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام اتفاقی انجام نہیں تھا بلکہ آپ نے شروع سے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ کو خدا تعالیٰ دشمن کے حملوں سے بچائے گا اور دشمن آپ کے قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ اس طرح آپ نے دنیا کو ہوشیار کر دیا تھا کہ میں استثناء باب ۱۸ آیت ۲۰ کی پیشگوئی کے مطابق قتل نہیں کیا جاؤں گا کیونکہ میں جھوٹا نہیں بلکہ حقیقی طور پر موسیٰ کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔

خلاصہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے بعثت محمدیہ سے قریباً ۱۹ سو سال پہلے یہ خبر دی تھی کہ موسوی شریعت الٰہی کلام کا آخری نقطہ نہیں ابھی انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مزید ہدایتوں کی ضرورت ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ آخری زمانہ میں ایک اور مامور بھیجے گا وہ مامور دنیا کے سامنے سب سچائیوں کو پیش کرے گا اور وہی انسان کی روحانی ترقی کا آخری نقطہ ہوگا پس اس پیشگوئی کے مطابق دنیا میں ابھی ایک اور کتاب اور ایک اور نبی کی ضرورت تھی پس قرآن کریم نے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائبل اور موسیٰ اور عیسیٰ کی بعثت کے بعد اگر دنیا کی ہدایت کا دعویٰ کیا تو وہ بالکل حق بجانب اور خدا تعالیٰ کے کلام کو پورا کرنے والے تھے۔ قرآن کریم غیر ضروری نہ تھا بلکہ اگر قرآن کریم نہ آتا تو خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بہت سی باتیں غلط جاتیں اور دنیا بد اعتقادی اور شک کے مرض میں مبتلا ہو جاتی۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 68 تا 72)

کلام عطاء المجیب راشد

نظم

رضا تیری ہے جو مولیٰ بتا دے
مجھے اُس راہ پر خود ہی چلا دے

کمر خم ہے مری بارِ گنہ سے
مرے اِس بوجھ کو تو ہی ہٹا دے

جو بَن پڑتا ہے مجھ سے کر رہا ہوں
مرے تھوڑے کو تُو زیادہ بنا دے

ہوں کب سے منتظر تیری نِدا کا
نوید مغفرت مولیٰ سنا دے

وہ جن سے پوچھ کچھ ہوگی نہ کوئی
مقدر میرا بھی ایسا بنا دے

ترے لائق نہیں دامن میں کچھ بھی
کوئی قابل گہر، اپنی عطا دے

تھکا ہارا مسافر ہے یہ راشد
درِ جنت اسے خود ہی دکھا دے